عرب جمہوریہ مصر ۲۱ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ
وزارت اوقاف ۲۰ ستمبر ۲۰۱۹ء

# غرور و تکبر اور اللہ کے دین سے روکنے کے مظاہر

تکبر کرنے والے کا انجام دنیا و آخرت میں بہت برا ہے خواہ وہ افراد ہو یا قوموں، متکبر اور نافرمان قوموں اور بستیوں کی ہلاکت و تباہی اللہ کی مخلوق میں ایک سنتِ الہی ہے، اور آپ اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے، ارشاد باری ہے: {فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ* فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَى وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ} "اب عاد نے تو بے وجہ زمین میں سرکشی شروع کر دی اور کہنے لگے کہ ہم سے زور آور کون ہے؟ کیا انہیں یہ نظر نہ آیا کہ جس نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے (بہت ہی) زیادہ زور آور ہے، وہ (آخر تک) ہماری آیتوں کا انکار ہی کرتے رہے۔ بالآخر ہم نے ان پر ایک تیز و تند آندھی منحوس دنوں میں بھیج دی کہ انہیں دنیاوی زندگی میں ذلت کے عذاب کا مزہ چکھا دیں، اور (یقین مانو) کہ آخرت کا عذاب اس سے بہت زیادہ رسوائی والا ہے اور وہ مدد نہیں کئے جائیں گے۔ اور ارشادِ خداوندی ہے: {وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُّكْرًا* فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا} "اور بہت سی بستی والوں نے اپنے رب کے حکم سے اور اس کے رسولوں سے سرتابی کی تو ہم نے بھی ان سے سخت حساب کیا اور انہیں سخت عذاب دیا۔ پس انہوں نے اپنے کرتوت کا مزہ چکھ لیا اور انجام کار ان کا خسارہ ہی ہوا"۔

تکبر وہ پہلا گناہ ہے جس کے ساتھ اللہ کی نافرمانی کی گئی، اللہ تعالی نے جب فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا، ارشاد باری ہے: {وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلائِكَةِ اسْجُدُوا لآدَمَ فَسَجَدُوا إِلاَّ إِبْلِيسَ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ} "اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں ہو گیا"۔

متکبر لوگ جس طرح دنیا میں اپنے اوصافِ رذیلہ کی وجہ سے پہچانے جاتے تھے اسی طرح آخرت میں بھی وہ اِنہی اوصاف کی وجہ سے پہچانے جائیں گے ،ارشاد باری ہے: {وَنَادَى أَصْحَابُ الأَعْرَافِ رِجَالاً يَعْرِفُونَهُم بِسِيمَاهُمْ قَالُوا مَا أَغْنَى عَنكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ} "اور اہلِ اعراف بہت سے آدمیوں کو جن کو کہ ان کے قِیافہ سے پہچانیں گے پکاریں گے کہیں گے کہ تمہاری جماعت اور تمہارا اپنے کو بڑا سمجھنا تمہارے کچھ کام نہ آیا"۔ اسی لئے اسلام نے تکبر کے برے انجام سے متنبہ کیا ہے، اور اسے اللہ کی رحمت سے دوری کا ذریعہ قرار دیا ہے اور متکبر لوگوں کو دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے، ارشاد باری ہے: {إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لاَ تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلاَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ} "جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور وہ لوگ کبھی جنت میں نہ جائیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ کے اندر سے نہ چلا جائے اور ہم مجرم لوگوں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں"، اور ارشادِ خداوندی ہے: {وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُم مُّسْوَدَّةٌ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ} "اور جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ قیامت کے دن ان کے چہرے سیاہ ہو گئے ہوں گے کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں؟"۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت اور دوزخ کا باہمی مکالمہ ہوا تو دوزخ نے کہا: مجھ میں

سرکش اور متکبر لوگ ہیں اور جنت نے کہا: مجھ میں غریب اور کمزور لوگ ہیں، اللہ تعالی نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرمایا کہ: اے جنت تو میری رحمت ہے میں جس شخص کو چاہوں گا اس پر تیرے ذریعے رحمت کروں گا اور اے دوزخ تو میرا عذاب ہے میں جس شخص کو چاہوں گا اسے تیرے ذریعے عذاب دوں گا، اور تم دونوں کو بھرنا میرے ذمہ ہے"۔

بے شک تکبر ایک ایسا وصف ہے جو بیمار دل میں جنم لیتا ہے، بعض اوقات آدمی خَستہ حال اور مفلس ہوتا ہے اور پھر بھی وہ متکبر ہوتا ہے، اور بعض اوقات آدمی مالدار ہوتا ہے اس کے پاس دنیاوی مال ومتاع کی فراوانی ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود وہ سراپا عجز وانکسار ہوتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(جس شخص کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا، ایک آدمی نے عرض کی کہ: آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اور جوتا اچھا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(یقینا اللہ تعالی جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، تکبر کا مطلب حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے)، اور یہ ایسا خطرناک نفسیاتی اور معاشرتی مرض ہے جو انسانی نفس اور معاشرے کو تباہ وبرباد کر دیتا ہے، متکبر شخص اپنی ذات کے فریب میں مبتلا ہوتا ہے اور اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے بڑا اور بالاتر سمجھتا ہے، ارشاد باری ہے:{إِنْ فِي صُدُورِهِمْ إِلاَّ كِبْرٌ مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ} "ان کے دلوں میں سوائے نِری بڑائی کے اور کچھ نہیں وہ اس تک پہنچنے والے ہی نہیں"۔

اگرچہ تکبر دل میں جنم لیتا ہے مگر اس کے بہت سے مظاہر ہیں جو انسانی طرزِ زندگی اور معاملات میں ظاہر ہوتے ہیں، ہم ان میں سے چند اہم مظاہر کا ذکر کرتے ہیں:

☆**گناہ پر تکبر کرنا اور حق کو تسلیم نہ کرنا**، ارشاد باری ہے: {وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالإِثْمِ} "اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو تکبر اور تعصب اسے گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے"۔ متکبر شخص اپنے مذموم تکبر

وغرور کی وجہ سے حق کا انکار کرتا ہے اور حق کی دعوت اس کے تکبر اور سرکشی میں مزید اضافہ کرتی ہے، ارشاد باری ہے: {فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ} "ایسے کے لئے بس جہنم ہی ہے اور یقیناوہ بدترین جگہ ہے"۔ اور بعض لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا تکبر کی بنا پر انکار کرتے ہیں اور انہیں ان کے تکبر اور ہٹ دھرمی کی سزا ملتی ہے، حضرت ایاس بن سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اپنے دائیں ہاتھ سے کھانا کھا) اس آدمی نے کہا: میں نہیں کھا سکتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (تو کبھی بھی نہ کھا سکے)، اس کے تکبر نے اسے (دائیں ہاتھ سے کھانا کھانے سے) روکا تھا، راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ آدمی اپنا دایاں ہاتھ اپنے منہ تک نہیں اٹھا سکا۔

☆ **منہ ٹیڑھا کرنا**، یعنی تکبر کی وجہ سے دیکھنے سے منہ پھیر لینا، لقمان نے اپنے بیٹے کو جو وصیت کی قرآن کریم میں اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالی فرماتا ہے: {وَلا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلا تَمْشِ فِي الأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ} "لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھلا اور زمین پر اِترا کر نہ چلا کسی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو اللہ تعالی پسند نہیں فرماتا"۔

☆ **اَکڑ کر اور اِتراتے ہوئے چلنا**، ارشاد باری ہے: {وَلاَ تَمْشِ فِي الأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولاً، كُل ذَلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا} "اور زمین میں اَکڑ کر نہ چل کہ نہ تو زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ لمبائی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتا ہے۔ ان سب کاموں کی برائی تیرے رب کے نزدیک (سخت) ناپسند ہے"۔

☆ **مال و دولت اور اللہ کی نعمتوں پر اِترانا اور تکبر کرنا**، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (تم سے پہلی امتوں میں ایک شخص اپنی قیمتی پوشاک میں اِتراتا ہوا نکلا تو اللہ تعالی نے زمین کو حکم دیا تو وہ اسے نِگل گئی اور وہ قیامت

کے دن تک اس میں دھنستا چلا جائے گا)، جس طرح لباس پر اِترایا جاتا ہے اسی طرح گھریلو سازوسامان، گاڑیوں اور محلات وغیرہ کے مالک ہونے پر فخر کرتے ہوئے اِترایا جاتا ہے۔

☆ **غریب اور کمزور لوگوں سے نفرت کرتے ہوئے ان کے ساتھ بیٹھنے سے اپنے آپ کو بالاتر سمجھنا**، جیسا کہ مشرکین اپنے آپ کو سلمان، صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم جیسے غریب صحابہ کرام کی مجلس میں بیٹھنے سے بالاتر سمجھتے تھے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ان لوگوں کو نکال دیں یہ ہمارے ساتھ بیٹھنے کی جسارت نہیں کرسکتے، اللہ تعالی نے ان کے بارے میں فرمایا: {**وَلاَ تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ**} "اور ان لوگوں کو نہ نکالیے جو صبح وشام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں، خاص اس کی رضا مندی کا قصد رکھتے ہیں"۔ اپنے آپ کو لوگوں سے بالاتر سمجھنے کی ایک صورت **غریبوں کو کمتر سمجھتے ہوئے ولیمہ کی دعوت کو صرف امیر لوگوں تک محدود رکھنا**، حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "سب سے برا کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے جس کے لئے امیروں کو دعوت دی جاتی ہے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے"۔

☆ اسی طرح تکبر کی ایک صورت **اپنے آپ کو اپنے سے کم مرتبہ لوگوں سے سلام لینے یا ان سے مصافحہ کرنے سے بالاتر سمجھنا ہے** ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے بڑے سے سلام لینے میں پہل کیا کرتے تھے، اور ایک حدیث پاک میں ہے کہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے ان کو سلام کیا"۔

☆ تکبر کی ایک صورت **جھگڑالو ہونا ہے**، اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں کہ مسلمان کا اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ترکِ تعلق کرنا حرام ہے کیونکہ اس سے قطع تعلقی، نفرتیں اور فساد پیدا ہوتا ہے، اور آخرت میں اس کے بارے میں سخت وعید آئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ ترک تعلق کیا وہ جہنم میں جائے گا مگر یہ کہ اللہ اسے اپنے فیاضی کی وجہ سے بچالے"، اور آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمان کے لئے اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ ترکِ تعلق کرنا جائز نہیں ہے کہ وہ دونوں ملیں تو ایک اِدھر منہ پھیر لے اور دوسرا اُدھر منہ پھیر لے، اور اِن دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو اسلام میں پہل کرے"، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چار خصلتیں ایسی ہیں جس شخص میں وہ پائی گئیں وہ پکا منافق ہے، اور جس شخص میں ان میں سے ایک خصلت پائی گئی اس میں نفاق کی ایک خصلت پائی جائے گی یہاں تک کہ وہ اسے ترک کر دے: جب اس کے پاس امانت رکھی جائے گی تو خیانت کرے گا، اور جب بات کرے گا تو جھوٹ بولے گا، اور جب عہد کرے گا تو عہد شکنی کرے گا، اور جب جھگڑا کرے گا تو اس میں حد سے تجاوز کرے گا"۔

غرور و تکبر اور اپنے آپ کو دوسرے سے بڑا سمجھنا بہت سے مشرکین کو اسلام میں داخل ہونے اور "لا الہ الا اللہ" کہنے سے روکنے کا سبب تھا، ارشاد باری ہے: {إِنَّهُمْ كانُوا إِذا قِيلَ لَهُمْ لا إِلهَ إِلاَّ اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ} "یہ وہ (لوگ) ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ سرکشی کرتے تھے"۔ وہ اپنے آباء واجداد کے دین کے علاوہ کسی اور دین کی پیروی کرنے کو ناپسند کرتے تھے، تکبر کی وجہ سے ہی یہود نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی چھوڑ دی حالانکہ انہیں آپ کی نبوت کی صداقت کا پختہ یقین تھا، ارشاد باری ہے: {الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ} "جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ تو اسے ایسا پہچانتے ہیں جیسے کوئی اپنے بچوں کو پہچانے، ان کی ایک جماعت حق کو پہچان کر پھر چھپاتی ہے"۔ اور اسی چیز نے بنی اسرائیل کو اپنے نبیوں کو جھٹلانے اور ان میں سے بعض کو قتل کرنے پر اکسایا، ارشاد باری ہے: {أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لاَ تَهْوَى أَنفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقاً كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقاً

تَقْتُلُونَ} " لیکن جب کبھی تمہارے پاس رسول وہ چیز لائے جو تمہاری طبیعتوں کے خلاف تھی، تم نے جھٹ سے تکبر کیا، پس بعض کو تو جھٹلا دیا اور بعض کو قتل بھی کر ڈالا"۔

سابقہ امتوں میں جھٹلانے والوں کے جھٹلانے اور کفر کرنے کا سبب یہی تکبر تھا، اللہ تعالی نے نوح علیہ السلام کی زبان پر ارشاد فرمایا: {وَإِنِّي كُلَّما دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصابِعَهُمْ فِي آذانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْباراً} "میں نے جب کبھی انہیں تیری بخشش کے لئے بلایا انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں اور اپنے کپڑوں کو اوڑھ لیا اور اَڑ گئے اور بڑا تکبر کیا"۔ اور قوم ھود کے بارے میں ارشاد فرمایا: {فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً} "اب عاد نے تو بے وجہ زمین میں سرکشی شروع کر دی اور کہنے لگے کہ ہم سے زور آور کون ہے؟"۔ اور صالح علیہ السلام کی قوم کے بارے میں ارشاد فرمایا: {قَالَ الْمَلأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُواْ مِن قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُواْ لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِ قَالُواْ إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ* قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُواْ إِنَّا بِالَّذِيَ آمَنتُمْ بِهِ كَافِرُونَ} "ان کی قوم میں جو متکبر سردار تھے انہوں نے غریب لوگوں سے جو کہ ان میں سے ایمان لائے تھے پوچھا، کیا تم کو اس بات کا یقین ہے کہ صالح (علیہ السلام) اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ بے شک ہم تو اس پر پورا یقین رکھتے ہیں جو ان کو دے کر بھیجا گیا ہے۔ وہ متکبر لوگ کہنے لگے کہ تم جس بات پر یقین لائے ہوئے ہو، ہم تو اس کے منکر ہیں"۔ اور شعیب علیہ السلام کی قوم کے بارے میں ارشاد فرمایا: (قَالَ الْمَلأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُواْ مِن قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُواْ مَعَكَ مِن قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا) "ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا کہ اے شعیب! ہم آپ کو اور جو آپ کے ہمراہ ایمان والے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے الا یہ کہ

تم ہمارے مذہب میں پھر آجاؤ۔ اس طرح اللہ کے حکم کی نافرمانی کرنے والی اور اس سے سرکشی کرنے والی ہر قوم کا انجام ہلاکت وبربادی تھا اور یہ بہت ہی برا انجام ہے اور بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔

اس لاعلاج بیماری میں مبتلا لوگوں کے علاج کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے دل کا علاج کریں، اپنے نفس کی حقیقت کو جانیں، اور اپنے وجود پر غور کریں کہ اسے مٹی سے وجود بخشا گیا، پھر نطفہ پھر خون کا لوتھڑا پھر گوشت کی شکل دی گئی اور پھر اسے ایک قابلِ ذکر چیز بنا دیا، اس سے پہلے اس کے وجود کا نام ونشان تک نہ تھا، متکبر شخص کو جان لینا چاہیے کہ قیامت کے دن اس کے ارادے کے برعکس اسے سزا دی جائے گی، جس نے اللہ تعالی کی مخلوق پر غرور اور اپنا بڑا اپن ظاہر کرنے کا قصد کیا تو اسکا حشر سب سے زیادہ ذلت آمیز اور حقیر شکل میں ہو گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو آدمیوں کی شکل میں چیونٹیوں کی طرح جمع کر کے میدانِ محشر میں لایا جائے گا اور ہر طرف سے ان پر ذلت ورسوائی چھائی ہو گی"۔ ارشاد باری ہے: {تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ} "آخرت کا یہ بھلا گھر ہم ان ہی کے لئے مقرر کر دیتے ہیں جو زمین میں اونچائی بڑائی اور فخر نہیں کرتے نہ فساد کی چاہت رکھتے ہیں۔ پرہیز گاروں کے لئے نہایت ہی عمدہ انجام ہے"۔

**برادرانِ اسلام!**

اللہ کی راہ سے روکنے کے مظاہر میں سے ایک مظہر قول وفعل کا تضاد اور ان لوگوں کا مثالی اور کامل ہونے کا دعوی کرنا ہے جو ظاہرِ شکل وصورت پر توجہ مرکوز رکھتے ہیں، اور ظاہرِ شکل وصورت کو ہی اولین ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ یہ ظاہری شکل وصورت کا اہتمام کرنے والا شخص اس انسانی اور اخلاقی معیار پر پورا نہ بھی آتا ہو جو اسے ایک قدوہ اور نمونہ قرار دے، ظاہری شکل وصورت کا حامل شخص جس کا طرز عمل اسلامی تعلیمات کے موافق

نہیں ہوتا، یہ اللہ کی راہ سے روکنے، اس سے متنفر کرنے اور تخریب کاری کرنے کا ایک اہم سبب شمار ہوتا ہے، ان ہی لوگوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان صادق آتا ہے کہ "تم میں سے (دین سے) متنفر کرنے والے لوگوں بھی ہیں"۔

اور جب یہ ظاہری مظہر دین کے دعویداروں کا مظہر ہو اور اس کے ساتھ ان کے اندر برے معاملات یا جھوٹ یا غداری یا خیانت یا ناجائز طریقہ سے لوگوں کا مال کھانے جیسی صفات بھی پائی جاتی ہوں تو معاملہ بہت خطرناک صورت اختیار کر جاتا ہے، بلکہ ایسا شخص منافقین کی لیسٹ میں شمار ہوتا ہے، جیسا کہ دین کے نام پر تجارت کرنے والی ان گمراہ جماعتوں کا حال ہے، یہ جماعتیں دہشت گردی کو سب سے زیادہ پناہ دینے والی اوران کی معاون ہیں تاکہ ان کے منتظمین ہر ذریعہ استعمال کرتے ہوں ریاستوں کو ناکام اور کمزور کر سکیں اور ان کے گمان کے مطابق انہیں اقتدار تک رسائی ہو سکے۔

اسی طرح وہ لوگ بھی اللہ کی راہ میں رکاوٹ کا سبب بنتے ہیں جو دین کی ناقص فہم، تکفیر میں حد سے تجاوز کرنے، ہتھیار اٹھانے اور لوگوں کے خلاف بغاوت کرنے کے ساتھ ساتھ دین کو صرف عبادات اور دینی معاملات میں اجتہاد کی حد تک محدود کرتے ہیں، جیسا کہ خوارج نے کیا وہ لوگ سب سے زیادہ نمازی، روزے دار اور تہجد کا اہتمام کرنے والے تھے مگر انہوں نے وہ شرعی علم حاصل نہ کیا جو انہیں خون ریزی سے روکتا سو وہ تلواریں لے کر لوگوں کے خلاف نکل آئے، اگر انہوں نے علم حاصل کیا ہوتا تو علم انہیں اس کام سے ضرور روکتا، اسلام دینِ رحمت ہے اور لفظ رحمت پر ہر لحاظ سے پورا اترا ہے ، ہر وہ چیز جو تجھے رحمت سے دور کرے وہ تجھے اسلام سے دور کر دے گی، اعتبار محض قول کا نہیں بلکہ اعتبار معتدل طرزِ عمل کا ہے۔

**اے اللہ ہمیں حق دکھا اور اس کی پیروی نصیب فرما اور ہمیں باطل دکھا اور ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین**